عمران سیریز

ڈارک ورلڈ



ناول

ڈارک ورلڈ

نورین خان

عمران سیریز جاسوسی ناول ڈارک ورلڈ

ازقلم۔ نورین خان پشاور

صبح کی روشنی دھیرے دھیرے زمین کی گہرائیوں میں اُتر رہی تھی۔ چمکدار اور سنہری کرنیں درختوں کے پتوں سے چھن کر سڑکوں پر بکھر گئیں۔
پاکشیا کی سرسبز وادیوں میں ہوا مدھم اور خوشگوار تھی، اور ہر طرف سکون ہی سکون تھا۔
ایک چھوٹا سا قدیم گاؤں، جہاں ہر سو پھیلا ہوا سکون اور چپ کا عالم تھا،
لیکن یہی وہ جگہ تھی جہاں عالمی سطح پر ہونے والی ایک بڑی تبدیلی کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔
عمران، جو پاکشیا سیکریٹ سروس کے سب سے ذہین اور تیز جاسوسوں میں شمار ہوتا تھا، ا
پنے آفس کے قریب ایک سادہ سے گھر میں گھوڑے بیچ کے مزے سے سو رہا تھا۔
اس کے کمرے کی کھڑکی سے سورج کی کرنیں داخل ہو رہی تھیں، اور وہ آہستہ آہستہ نیند سے بیدار ہو رہا تھا۔
لگتا ہے کہ یہ کم بخت سورج ابھی مجھے سونے نہیں دیگا۔
عمران نے آنکھیں کھولیں، اور ایک لمبی سانس لی۔ اس کا دماغ ابھی تک رات کی بھرپور نیند سے باہر نہیں آیا تھا،
لیکن اس کے ذہن میں پہلے ہی سیکڑوں منصوبے اور مشن گردش کر رہے تھے۔
وہ جانتا تھا کہ آج ایک نیا دن ہے، اور اس دن کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔
عمران بھی عجیب ہی بندہ ہے کوئی مجھے سمجھ ہی نہیں سکتا پیارے۔
چلو اب اٹھ بھی جاو پرنس آف ڈھمپ۔
گھر کا منظر کا ہی عجیب تھا۔
آج تو سب کچھ الٹا پلٹا ہی پڑا ہوا تھا۔ جب سے بیگم میکے گئی ہے کوئی چیز جگہ پر نہیں مل رہی۔
اس کے کمرے میں تھوڑی سی بے ترتیبی تھی کتابیں، کاغذ، اور ایک آدھ فائل یہاں وہاں پڑی ہوئی تھی۔
وہ ایک کامیاب جاسوس تو تھا ہی، لیکن کبھی کبھی اس کا مزاج اتنا ہنسی مذاق سے بھرا رہتا تھا کہ اسے کمرے کی صفائی تک کی پرواہ نہ ہوتی۔
اس کی نظر ایک طرف آویزاں فیاض کی تصویر پر پڑی، جو سیکریٹ سروس کے سراغ رسانی ڈیپارٹمنٹ کا سپرنڈنٹ تھا۔
فیاض ہمیشہ سنجیدہ اور توجہ مرکوز رہنے والا شخص تھا، اس کے برخلاف عمران ہنسی مذاق میں ڈوبا رہتا تھا۔
فیاض حسب عادت نیند سے جاگا تو خود سے ہی باتیں کر رہا تھا۔
فیاض نے کروٹ بدلتے ہوئے اپنے آپ سے کہا:
آج تو عمران کو اور تنگ کرنا ہے۔
اور اس سے سارے قرض چکتے کرنے ہیں۔
فجر کی اذان ہو رہی تھے اور چائے کی خوشبو سے پورا گھر مہک رہا تھا۔
عمران کا دھیان اذان کی آواز پر گیا جو دور مسجد سے سنائی دے رہی تھی۔

وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا، پھر اُٹھ کر اپنے کمرے کی کھڑکی کے قریب آ گیا۔
باہر کا منظر بہت دلکش تھا، درختوں کی خوبصورتی اور تازگی اور آسمان کا نیلا رنگ یکجا ہو کر دل کو سکون دے رہے تھے۔
چائے کی خوشبو ایک اور وجہ تھی جس سے وہ اپنے دن کا آغاز کرتا تھا۔
اس کا دل چاہا کہ وہ جلدی سے اٹھ کر چائے بنائے، اور پھر فیاض کو فون کرے تا کہ اس کے ساتھ مستی شروع کر سکے۔
مستی سے مراد ناحل ہونی والی کیسوں پر تبادلہ خیال اور مجرموں کی تلاش۔
عمران نے اپنے فون کو ہاتھ میں پکڑا اور فیاض کا نمبر ڈائل کیا۔
ہیلو، فیاض! عمران نے فون پر کہا، کتنے سنجیدہ رہتے ہو تم؟ ابھی تک جاگے نہیں؟ کیا تم نے چائے بھی بنائی ہے؟
فون کے دوسرے سرے سے فیاض کی آواز آئی، جو ہمیشہ کی طرح سنجیدہ اور کمزور سی ہنسی کے ساتھ جواب دے رہا تھا:
عمران، کیا تمہیں صبح کی پہلی چائے میں ہی مذاق کرنے کا دل کرتا ہے؟ مجھے کام کرنے دو، تمہاری ہنسی مذاق سے میری نیند خراب ہو رہی ہے۔
اور مجھے جاگتے ہی علم ہو چکا تھا کہ آج تم سے میرا پالا پڑنے والا ہے۔لگتا ہے چائے تیار ہو چکی ہے جناب کی؟
عمران ہنستے ہوئے بولا، ہاہا، تمہارے اندر ہمیشہ کی طرح سنجیدگی چھائی ہوئی ہے۔
دوسری بات یہ کہ یہ میرا کام ہے سمجھے۔

جتنن ہزار کئے جاکے چڑھی ہے یہ ہنڈیا
حرام خوروں کو لنگر دکھائی دیتا ہے۔

یہ چائے میری ہے سمجھے۔

بس تھوڑا سا ہنس لو، سو پر فیاض! زندگی میں خوشی ہونی چاہیے!
اور یہ خوشی کا دن ہے فضی ڈارلنگ کیونکہ بھابھی جی میکے گئی ہوئی ہے اور آج تم اپنی سمارٹ حسین ٹائپو رضیہ کیساتھ وقت گزار سکتے ہو۔
بکواس بند کرو عمران ویسے تمھیں کیسے پتہ کہ میری بیگم گھر پر نہیں؟
ارے فضی ڈارلنگ اگر آسمان میں پرندہ بھی اڑان بھرے تو میں اسکے پر گن لیتا ہوں۔
یہ تو پھر بھابھی جی کی بات ہے۔
اب تم میری پرائیویسی کا خیال رکھو، عمران! فیاض نے جملہ مکمل کیا، اور فون بند کر دیا۔
نانسس، احمق، گدھا کہی کا۔
فیاض حسب عادت عمران کو گالیاں دیتے ہوئے اٹھا اور ناشتے کی تیاری کرنے لگا۔
عمران نے چائے بناتے ہوئے سوچا کہ آج اسے روشی سے بھی بات کرنی چاہیے۔
روشیکے، جو اسکی ایک خوبصورت اور چالاک جاسوس تھی، بلکہ جاسوس نہیں تھی بلکہ کبھی کبھار عمران کے کہنے پر مدد کرنے کو تیار ہو جاتی تھی۔
وہ ہمیشہ اپنے کام میں اتنی تیز ہوتی تھی کہ کبھی بھی کسی کو محسوس نہیں ہونے دیتی تھی کہ وہ ایک خاص راز چھپائے ہوئے ہے۔
عمران کے ساتھ اس کا تعلق ہمیشہ سے پیچیدہ تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو چھیڑتے اور تنگ کرتے رہتے تھے،
لیکن ایک دوسرے کے ساتھ کام کرنے میں ہمیشہ کامیاب رہتے تھے۔

یہ اور بات تھی کہ عمران اسکے سامنے جولیا کی تعریف بالکل نہیں کرتا تھا۔
چائے تیار ہو چکی تھی ،اور عمران نے سوچا کہ اس کا دن شروع کرنے سے پہلے وہ روشیکے کو بھی فون کرے گا۔
اور اس سے تبادلہ خیال کرے گا۔
اس نے فوراا اپنا فون نکالا اور اسکا نمبر ڈائل کرنے لگا۔
ہیلو، روشیکے! عمران نے فون پر کہا، چائے پی لی؟ یا تمہیں بھی میری طرح کم از کم ایک اچھا دن گزارنے کے لیے میری چائے کی ضرورت ہے؟
عمران، تمہاری چائے میں ہمیشہ کچھ خاص بات ہوتی ہے، اور تمہارا مذاق بھی۔ مگر آج تمہارے پاس کچھ خاص کام ہے،
اور یہ مذاق نہیں چلے گا۔ روشیکے نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
اوہ! واہ کام؟ اور مذاق؟ ان دونوں کا کیا تعلق ہے؟ عمران نے ہنستے ہوئے کہا،
اب مجھے تمہارے ساتھ ایک اور مشن پر جانا ہے، اور فیاض کی طرح تم بھی سنجیدہ نہ رہنا۔
میں فضی ڈارلنگ سے سخت اکتا گیا ہوں۔ دل کرتا ہے کہ اسکے ساتھ پکنک پے سوات جاوٗ اور وہاں اسے دیوار چین سے دھکا دے دوں۔
واٹ آر یو میڈ؟
سوات میں دیوار چین کہاں؟ دماغ ٹھیک ہے تمھارا۔
کیا فرق پڑتا ہے روشی ڈارلنگ دیوار اس جانب ہو یا اس جانب میرا مطلب تو دھکے سے ہے بس۔
کبھی کبھی تو سنجیدہ بات کر لیا کرو۔ توبہ ہے۔
سنجیدگی مجھے راس نہیں آتی بلکہ ہضم نہیں ہوتی جس کے لئے مجھے ہاجمولہ ہاضمے کی گولی کھانے پڑے۔
بس بس بس چپ کرو عمران میں فون بند کر رہی ہوں۔ بائے بائے۔۔۔۔
بائے بائے۔ نہیں روشی بات تو سنو

میری قسمت میں غم گر اتنا تھا
دل بھی یارب کئی دیئے ہوتے

دوسری جانب فون بند ہو چکا تھا۔

اسلام آباد کی صبح ہمیشہ کی طرح پرسکون تھی، مگر فضا میں ایک عجیب سا بوجھ محسوس ہو رہا تھا۔
خنک ہوا کے جھونکے سبز درختوں کی بھری بھری شاخوں کو آہستہ آہستہ سے ہلا رہے تھے
،اور نیلے آسمان پر کہیں کہیں گہرے بادل منڈلا رہے تھے۔
اچانک، آسمان پر ایک زوردار گرج کی آواز گونجی اور چند لمحوں بعد طوفانی بارش برسنے لگی۔
ایسا لگ رہا تھا کہ موسم بھی ناقابل یقین حد تک اچانک بدل رہا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگی۔
ڈیپارٹمنٹ آف انٹیلیجنس کی عمارت کے ایک کمرے میں، عمران آفس کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔
اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی وہی مخصوص طنزیہ مسکراہٹ جس سے فیاض اکثر چڑ جاتا تھا۔

عمران نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا،

فیاض! لگتا ہے آسمان بھی آج تمہارے موڈ کو سمجھ چکا ہے۔

موسم کا موڈ۔؟ کیا مطلب۔

فیاض، جو ہمیشہ کی طرح سنجیدہ اور فائلوں میں گھرا ہوا تھا، عمران کو گھورتے ہوئے بولا،

عمران! ہر بات میں مزاح ڈھونڈنا بند کرو۔ ہمیں ایک خفیہ مشن کی اطلاع ملی ہے، اور وقت بہت کم ہے۔

تو کیا فرق پڑتا ہے گدھے اگر اطلاع ملی ہے۔

کوئی تمھاری موت تو نہیں ہوئی۔

عمران نے میز پر بیٹھتے ہوئے بے نیازی سے کہا،

مشکل مشن ہو یا آسان، تمہاری سنجیدگی ویسے ہی برقرار رہتی ہے۔

کبھی ہنسا بھی کرو، ورنہ دشمن تمہیں روبوٹ سمجھ کر نظرانداز کر دے گا!

اور خدا کے لیئے ٹھیک ٹھیک بولو یہ منحوس الفاظ منہ سے مت نکالو۔

فیاض نے فائل عمران کے آگے بڑھاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا،

یہ کوئی منحوس بات نہیں بلکہ صرف ایک بات ہے، بس دوسری بات یہ کوئی عام مشن نہیں ہے۔

پاکشیا کی خفیہ ایجنسی کے کچھ ایجنٹس اسلام آباد میں داخل ہو چکے ہیں۔

کونسی ایجنٹ؟ فیاض حیرانی سے بولا۔

زیادہ حیران مت ہو میں کیپٹن شکیل اور صفدر کی بات کر رہا ہوں۔

ان سب کا مقصد ڈارک ورلڈ X کے نیٹ ورک کو ایک بار پھر نا کام کرنا ہے۔

عمران نے فائل کھولی، اور اس کی آنکھوں کی روشنی بدل سی گئی۔

ڈارک ورلڈ؟ یہ نام پھر سننے کو مل رہا ہے؟ تمہیں اندازہ ہے، اس نیٹ ورک نے ماضی میں کیا کچھ کیا تھا؟

اسی لیے تمہیں بلایا گیا ہے، فیاض نے کہا۔ سر سلطان نے صفدر کو خصوصی حکم دیا ہے کہ تم، روشی کے، اور میں تینوں اس مشن پر نکلیں گے۔

معاف کرنا سوپر فیاض مجھے کوئی حکم نہیں دیا عمران پاوں پھیلا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا، اور روشی اندر داخل ہوئی۔ اس کے قدموں کی چاپ، اس کی فرفیوم کی مہک، اور اندازِ گفتار ہمیشہ سے پراسرار اور پرکشش تھا۔

تو بات ہو رہی ہے دشمنوں کی، اور مجھے بلایا تک نہیں؟

عمران نے اسے دیکھتے ہی ہنستے ہوئے کہا،

ہم تو سوچ رہے تھے کہ کہیں تم خود ہی دشمن نہ بن گئی ہو۔

اچھا ہوا روشی ڈارلنگ کہ تم خود آ گئی یہ گدھا نئی مصیبت سر پے لے آیا ہے۔

روشی نے مسکرا کر جواب دیا،

اگر میں دشمن ہوتی، تو تم کب کے قابو میں آ چکے ہوتے!

ویسے کونسی مصیبت۔؟

فیاض نے ماحول کو سنجیدہ کرنے کی کوشش کی،

ہمیں مشن کی تفصیلات پر توجہ دینی چاہیے۔ بارش نے راستے بند کر دیے ہیں، دشمن کے لیے یہ موقع بہترین ہے۔

واٹ کیا پھر سے کوئی نیا مشن درپیش آیا ہے۔

مگر باہر تو طوفان ہے اور سخت بارش ہو رہی ہے۔

عمران کھڑا ہوا، کوٹ پہنا، اور بولا،

تو پھر انتظار کس بات کا؟ طوفان کو طوفان ہی روک سکتا ہے۔ روشیکے، فیاض تیار ہو جاؤ۔ ہمیں ڈارک ورلڈ ※ کے پر کاٹنے ہیں!

اور یوں، طوفانی بارش کی گھن گرج کے بیچ، ایک خاموش جنگ کا آغاز ہو کر رہے گا بی ایک ایسی جنگ جس کا انجام صرف وقت بتا سکتا ہے۔

عمران لاپرواہی سے بولا۔

وہ باہر جانے کے لئے تیار تھا۔

بارش اب تیز ہو چکی تھی، اور ہواؤں کا شور عمارتوں کے کونے کونے سے ٹکرا کر ایک ہیبت ناک آواز میں بدل چکا تھا۔

بجلی کی کڑک نے آسمان کو پھاڑ ہی ڈالا، اور زمین پر موجود ہر انسان کو چند لمحوں کے لیے ساکت کر دیا۔

زور سے بادلوں کی گھن گرج جاری تھی۔ زور کی بارش ہو رہی تھی۔

اسلام آباد کی ایک تاریک گلی میں، تین سائے بارش میں بھیگتے، خاموشی سے آگے بڑھ رہے تھے۔

عمران سب سے آگے تھا، ہاتھ میں واٹر پروف فائل، کان میں چھوٹا وائرلیس ریسیور، اور چہرے پر وہی پرانا اعتماد۔

یہ اس رات کو ہم کیوں ادھر آئے ہیں؟

فیاض کا چہرہ حسبِ عادت سنجیدہ تھا، مگر اس کی آنکھوں میں ایک چمک تھی۔

وہ جانتا تھا، آج رات صرف موسم کا طوفان نہیں آئے گا ایک خونی تصادم ہونے جا رہا ہے۔

سوپر فضی رات کے اس پہر ہم یہاں چہل قدمی کرنے آئے ہیں کیونکہ مجھے زرینہ سیکرٹری نے بتایا تھا کہ آج کیپٹن فیاض نے ضرورت سے زیادہ کھانا کھالیا ہے۔

تو میں نے سوچا کہ اس کھانے کو ہضم کرنے کرنے کے لئے تمھیں چہل قدمی کرا دوں۔

بکواس مت کرو عمران میں بور ہو رہا ہوں۔

بلکہ یوں سمجھ لو کہ بارش میں خوار ہو رہا ہوں۔

تو کس گدھے نے کہا تھا ساتھ آنے کو؟

عمران نے معنی خیز جواب دیا۔

اور پیچھے، ایک تنگ گلی کے دہانے پر روشی اپنی رین کوٹ میں چپ چاپ سڑک کے اس پار کی گہری کھڑکیوں کو گھور رہی تھی۔

عمران! وائرلیس پر روشی کی سرگوشی گونجی، دشمن کی سرگرمی دوسرے بلاک میں منتقل ہو چکی ہے۔ میں نے ایک خفیہ سگنل پکڑا ہے۔

کس کی کال ہے؟

فیاض پوچھنے لگا۔

یار تم تو چپ کرو۔

خوبصورت کام، روشیکے! عمران نے آہستہ جواب دیا۔ فیاض، آگے بڑھو۔ میں دائیں طرف سے جاتا ہوں۔

ہم تین منٹ بعد اندر ہوں گے۔

فیاض نے اثبات میں سر ہلایا۔ گلی کے دوسری طرف تاریکی میں سے سلطان صفدر اور دو کمانڈوز نمودار ہوئے۔

ان سب کے چہرے بارش سے بھیگ چکے تھے، مگر آنکھوں میں شعلے دہک رہے تھے۔

جونہی عمران نے سامنے دروازے پر ہاتھ رکھا، ایک گولی کھڑکی سے نکلی اور اس کے کندھے سے چند انچ دور دیوار میں دھنس گئی۔

پوزیشن واضح! عمران نے دھاڑ کر کہا، اور زمین پر جھک گیا۔

فائرنگ کا تبادلہ شروع ہو چکا تھا۔ طوفان کی گرج اور بارش کی بوندیں اب گولیوں کی آوازوں سے گتھم گتھا ہو چکی تھیں۔

دشمن اندر سے مورچہ بند ہو چکا تھا۔

روشی نے ایک طرف سے چپکے سے آگے بڑھتے ہوئے ایک چھوٹا سا ڈرون چھوڑا۔ اس نے دشمن کی پوزیشنز لائیو فیاض کے آلے پر منتقل کر دیں۔

شاباش روشی بہترین کام۔

عمران، تین افراد پیچھے کی راہداری میں چھپے ہوئے ہیں۔ ایک سنائپر چھت پر ہے! فیاض نے اطلاع دی۔

عمران نے ایک چھلانگ میں قریبی دیوار پر چڑھتے ہوئے سنائپر کی طرف رخ کیا۔ بجلی چمکی، اور اس کی آنکھیں دشمن کی آنکھوں سے ملیں۔

کون ہو تم؟

میں ہوں پرنس آف ڈھمپ اور

یہ رہا انجام، دوست! عمران نے کہا اور ایک تاک کر فائر کیا دشمن نیچے گرا، اور سنائپر کا خطرہ ختم ہوا۔

چلو ایک کاکروچ تو ختم ہوا عمران نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

دوسری طرف کیپٹن صفدر اور کمانڈوز نے مرکزی دروازے کو دھماکے سے اڑا دیا۔ اندر گھس کر دو دشمن ایجنٹس کو قابو کر لیا گیا۔

عمران کہاں جا رہے ہو؟ پیچھے سے صفدر نے آواز دیتے ہوئے پوچھا۔

کمرے کی طرف۔۔۔

اب صرف آخری کمرہ باقی تھا جہاں سے سارا نیٹ ورک کنٹرول کیا جا رہا تھا۔

او کے بھائی احتیاط سے۔۔۔

عمران، روشیکے، اور فیاض نے دروازہ توڑا اندر ایک میز، کمپیوٹر اسکرینز، اور دشمن کا سربراہ موجود تھا۔

تم لوگ دیر سے آئے، مگر آئے ضرور! وہ بولا، اور میز کے نیچے سے بم ڈیٹونیٹر نکالا۔

روشی! EMP نچاؤ! عمران چلایا۔

کیا مطلب نچاوں؟ روشی نے غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

میرا مطلب ہے چلاو۔

روشی نے فوراً اپنے کوٹ سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا، اور چند سیکنڈز میں تمام الیکٹرانکس جام ہو چکے تھے۔

گیم اوور! فیاض نے سرد لہجے میں کہا۔

عمران کو زیادہ مزاحمت نہیں کرنا پڑی دوسری طرف

دشمن گرفتار ہو چکا تھا۔

چند گھنٹے بعد، محکمہ کی خفیہ لیب میں:

تھنڈر نیٹ ورک ختم ہو چکا ہے، سلطان صفدر نے گہری سانس لے کر کہا۔ اور اس بار مکمل طور پر۔

عمران نے باہر بارش کی آخری بوندوں کو کھڑکی سے گرتے دیکھا اور کہا:

لیکن طوفان ابھی رکا نہیں ہے، سر۔ یہ صرف آغاز ہے۔

مگر وہ کیسے عمران سلطان نے پوچھا۔

بس سر میرا گمان یہی کہتا ہے۔
جو جیسا نظر آ رہا ہے ویسا ہے نہیں مطلب یہ جو عمر رسیدہ دشمن بظاہر گرفتار ہو چکا ہے یہ محض ایک مہرہ ہے اصل مجرم ابھی زندہ ہے۔
مجھے نہیں لگتا ایسا بیکار عمر رسیدہ مجرم اس نیٹ ورک کا چیف ہوگا جو اس قدر آسانی سے ہمارے قابو میں آ جائے گا۔
کچھ تو ہے جو ٹھیک نہیں ہے۔
فیاض نے سر اٹھاتے ہوئے کہا سر سلطان آپ فکر نہ کریں یہ عمران کی عادت ہے آپ بے فکر ہو کر دفتر جائیں اب کوئی خطرہ نہیں۔
سر سلطان خوشی خوشی وہاں سے چلے جاتے ہیں۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

رات کی تاریکی میں ایک پرانا ہوائی جہاز پاکشیا کی سرحد پار کرتا ہوا راولاکوٹ کی پہاڑیوں میں کہیں غائب ہو چکا تھا۔
کسی ریڈار پر کوئی سگنل نہ تھا مگر اس میں سوار ایک شخص نے عالمی امن کے لیے خطرے کی گھنٹی بجادی تھی۔
اسی وقت، اسلام آباد میں، عمران اپنے دفتر میں موجود تھا۔
کپ میں آدھی بچی ہوئی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی، مگر اس کی نظریں مسلسل کمپیوٹر اسکرین پر جمی ہوئی تھیں۔
ایک خفیہ فیڈ پر پاکشیا کے دارالحکومت نوارا کے ایک اہم ملٹری کمپاؤنڈ میں غیر معمولی سرگرمیاں نظر آ رہی تھیں۔
دروازہ زور سے کھلا فیاض اندر داخل ہوا، ہاتھ میں فلیش ڈرائیو۔
عمران! تمہیں ابھی یہ دیکھنا ہوگا! وہ تقریباً ہانپتا ہوا بولا۔
عمران نے فلیش لی، ڈرائیو لگائی، اور جونہی فائلز کھولیں، اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔
یہ تو......فوجی بغاوت کا منصوبہ ہے؟ عمران نے حیرت سے کہا۔
نہ صرف منصوبہ بلکہ بغاوت کا آغاز ہو چکا ہے! فیاض نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
پاکشیا کے جرنیل زالیف نے صدر کو نظر بند کر دیا ہے۔ اور بدترین بات یہ ہے کہ وہ شوگران کو اس میں ملوث ظاہر کرنے کی سازش کر رہا ہے!
عمران نے ٹیبل پر زور سے ہاتھ مارا:
تو یہ سب تھنڈر کی آخری سانسیں نہیں تھیں، بلکہ تمہید تھی۔
اسی لمحے وائرلیس پر روشیکے کی آواز ابھری:
عمران! ہمیں ایک پیغام موصول ہوا ہے۔ اقوام متحدہ کا خفیہ سیٹلائٹ ٹریکنگ سسٹم ہیک ہو چکا ہے۔ اور آخری سگنل...... پاکشیا سے آیا تھا!
عمران فوراً کھڑا ہو گیا۔
فیاض! اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اسلام آباد کو چھوڑ کر نوارا جائیں۔ مگر اس بار خفیہ نہیں بلکہ فیصلہ کن وار کے لیے!
اچھا میں سر سلطان سے پوچھ لیتا ہوں جیسے ہی فیاض جانے لگا۔
عمران نے اسے روکتے ہوئے کہا اسکی ضرورت نہیں سر سلطان نے صفدر کو پہلے ہی اجازت دے دی تھی۔
ایک خصوصی ٹیم تیار تھی۔ بارش تھم چکی تھی، مگر فضا اب بھی بغاوت کے طوفان سے بوجھل تھی۔
فیاض گہری سوچ میں تھا تم حق پر تھے عمران واقعی تھنڈر نیٹ ورک ختم نہیں ہوا تھا اس وقت میں اسے تمھارا وہم سمجھ رہا تھا
مگر اب سمجھ آیا کہ سانپ تو ہمارے آستینوں میں موجود ہیں اب بھی۔
سانپ آستین میں ہو یا شلوار میں کوئی مسئلہ نہیں میں اسے خوبصورت ناگن دیکھا کر باہر نکال لاؤں گا اور پھر اسے ماردوں گا سمجھے فضی ڈارلنگ عمران نے ہاتھ نچا کر کہا۔
چلو نکلتے ہیں۔

ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی اور عمران نے اکتا کر کتاب سے نظریں ہٹائیں ارے او کم بخت کہاں ہو؟

جی صاحب یہی ہوں۔

آغا سلیمان جلدی آ و دیکھو کس گدھے کا فون ہے سارا موڈ ہی خراب کر دیا اتنی اچھی کتاب پڑھ رہا تھا شاھد احمد دہلوی کی۔

صاحب فیاض سر کا فون۔

ک۔۔کہ کیا کسی گدھے کا؟

فیاض نے عمران کی آواز سن لی تھی اور غصے سے اسکا منہ لال ہو چکا تھا۔

گدھے کا نہیں صاحب سر فیاض کا فون ہے۔

ایک ہی بات ہے چلو جاؤ تم عمران نے کہا۔

ہیلو! علی عمران ایم۔ایس۔سی پی۔ایچ۔ڈی آکسن از آن لائن یہ بتاو ریوڑ میں بکروں کا کیا ریٹ ہے؟

مجھے ایک گدھا خریدنا ہے مگر وہ بھی کم قیمت پر سمجھ گئے۔

فیاض بول رہا ہوں بمشکل الفاظ اسکے منہ سے نکلے۔

اچھا اچھا سو پر فیاض تم ہو میں سمجھا کہ بکروں کے ریوڑ کا مالک چیکو کا فون ہے۔

اب یہ چیکو کون ہے؟

چیکو گدھے بیچتا ہے اور بکرے بھی۔

لاحول ولا قوۃ۔۔۔

فیاض غصے میں تھا دراصل میں نے کس لئے فون کیا تھا؟

اچھا تو اب تم بات بھی بھول گئے دیکھا سو پر فیاض مجھے پہلے سے علم تھا تمھاری سیکرٹری زرینہ تم پر کالا جادو کر رہی ہے۔

واٹ نانسس،۔۔۔یہ کیا تم اول فول بک رہے ہو؟

اول فول نہیں بک رہا بلکہ میرا اندازہ ہے۔

تم اپنے فالتو کے اندازے اپنے تک رکھو سمجھے پتہ نہیں میں نے کس لئے فون کیا تھا۔

اسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوتا ہے ہاتھ میں چائے کی پیالی لئے ہوئے۔

صاحب۔۔۔۔صاحب غضب ہو گیا؟

کیا ہوا سلیمان؟

کیا پڑوسی جمشید کی بیوی عاشق کیساتھ بھاگ گئی۔۔

توبہ ہے صاحب ایک تو آپ یہ محلے والوں کی تاک میں مت رہا کریں جمشید جانے اسکی بیوی۔

اصل میں ملک میں بغاوت ہو گئی ہے بغاوت۔

دوسری فیاض نے چونکتے ہوئے کہا ہاں یاد آ گیا دراصل سر سلطان نے آفس بلایا ہے پاکشیا میں بغاوت ہو گئی ہے۔

کیا کہا؟ سو پر فیاض اتنی جلدی؟

لگتا ہے ہمیں فورا نکلنا ہو گا تم لوگ تیار رہو میں ابھی آتا ہوں۔

یہ کہہ کر عمران فون کا ریسور رکھ دیتا ہے اور فورا گھر سے نکل جاتا ہے۔

اگلی صبح، پاکشیا: میں بغاوت اپنی پوری شدت سے پھیل چکی تھی۔گلیوں میں فوجی ٹینک، بندوقیں، اور آنسو گیس کے دھوئیں کے سائے چھا گئے تھے۔

نواراشہر کے آسمان پر دھوئیں کی سیاہ چادر پھیلی ہوئی تھی۔گلیوں میں ٹینکوں کی گھن گرج،

فضا میں شعلوں کی لپک،اور ہر طرف سے فائرنگ کی آوازیں۔

بغاوت اپنے عروج پر تھی اور عمران،فیاض اور روشیکے ایک خفیہ سرنگ کے راستے صدارتی محل کے قریب پہنچ چکے تھے۔

عمران نے گھڑی پر نظر ڈالی،پھر سرگوشی میں بولا:

فیاض،تم دائیں جانب سے اندر جاؤ۔روشیکے،تم میرے ساتھ رہو۔صدر کی لوکیشن کنفرم ہو چکی ہے،مگر یہ علاقہ دشمن سے بھرا پڑا ہے۔

احتیاط سے،عمران۔روشیکے نے مسکرا کر کہا۔ورنہ مجھے تمہیں بچانا پڑے گا،جیسے پچھلی بار کیا تھا۔

اس بار میں پہلے ہی تمہارے پیچھے چھپنے کا ارادہ رکھتا ہوں!عمران نے مذاقاً جواب دیا۔

مگر اُن کے قدم ابھی صدارتی عمارت کے دروازے کے قریب ہی پہنچے تھے کہ ایک بم دھماکے سے زمین ہل گئی۔

روشیکے کی چیخ سنائی دی،اور اگلے لمحے وہ غائب تھی۔

روشیکے؟روشیکے!عمران نے چیختے ہوئے فضا میں دیکھا مگر دھوئیں اور گرد میں صرف ایک سیاہ وین کا دھندلا سا سایہ نظر آیا جو برق رفتاری سے غائب ہو چکا تھا۔

فیاض دوڑا آیا،مگر عمران کا چہرہ فولادی ہو چکا تھا۔

انہوں نے روشیکے کو اغوا کر لیا ہے۔

کیا کہا؟

کس نے؟

زالیف کے آدمیوں نے؟فیاض نے جواب دیا۔

عمران نے آہستگی سے کہا:

مجھے ایسے نہیں لگتا۔

کیوں کیا وجہ ہے؟

نہیں......یہ اس کا کام نہیں۔یہ کوئی پرانا دشمن ہے......جو صرف روشیکے کو نشانہ بنا سکتا تھا تا کہ مجھے توڑا جا سکے۔

اسی لمحے ایک خفیہ ڈیوائس پر ایک پیغام نمودار ہوا ویڈیو میں روشیکے ایک تاریک کمرے میں بندھی ہوئی تھی،

اور سامنے کھڑا تھا ایلکس مارٹن وہی ایجنٹ جو برسوں پہلے عمران کا ساتھی تھا......اور جسے عمران نے مرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔

ہیلو عمران!ایلکس نے زہریلی مسکراہٹ سے کہا۔کیا تم اپنی روشیکے کو بچانا چاہتے ہو؟تو نوارا چھوڑو......اور اکیلے آو۔

ویڈیو ختم ہو گئی۔

فیاض نے عمران کی آنکھوں میں دیکھا۔وہاں صرف ایک فیصلہ تھا بدلہ......اور نجات۔

دیکھا میں نے تمھیں ابھی کہا تھا نہ۔

فیاض،مشن تم سنبھالو۔زالیف کو پکڑنا تمہاری ذمہ داری ہے۔روشیکے کو میں واپس لاؤں گا......خواہ مجھے نوارا کی اینٹ سے اینٹ کیوں نہ بجانی پڑے۔

اچھا ٹھیک ہے خیال رکھنا فیاض اپنی ٹیم کیساتھ آگے بڑھنے لگا۔

نوارا سے باہر ایک ویران پہاڑی سلسلہ گرد و غبار سے بھری راہداریاں،خشک درخت،اور درمیان میں ایک پرانی روسی عمارت،جسے خفیہ اڈا بنایا گیا تھا۔

یہ وہی جگہ تھی جہاں ایلکس مارٹن نے روشیکے کو قید کر رکھا تھا۔

مگر اسے خبر نہیں تھی کہ عمران،جو ایک زمانے میں اس کا دوست اور اب اس کا سب سے بڑا دشمن بن چکا تھا،اس ویران پہاڑوں کی آڑ میں خاموشی سے قریب آ رہا ہے۔

نہ آواز،نہ سایہ صرف انتقام کی خاموش آنچ۔

اڈے کے اندر:

روشیکے کی آنکھوں پر پٹی، ہاتھ بندھے ہوئے مگر اس کا دماغ بیدار تھا۔

تم جانتے ہو، ایلکس، تم کبھی جیت نہیں سکتے۔عمران تمہیں ڈھونڈ لے گا۔

ایلکس مسکرا کر جھکا، اور بولا:

اسی کا تو انتظار ہے، روشیکے۔میں اسے ختم نہیں کرنا چاہتا میں چاہتا ہوں کہ وہ تڑپے، پچھتائے...... جیسے میں نے سہا۔

اس لمحے، دور کہیں ایک سائرن بجا۔عمارت کی روشنیاں پلک جھپکنے لگیں۔

کیا تم نے کسی کو مدعو کیا ہے، روشیکے؟

ایلکس غصے سے بولا۔

میں کسی کو کیا مدعو کرونگی؟

روشیکے نے دھیرے سے کہا:

تم نے جسے بلایا تھا، وہ آ چکا ہے......

کیا کہا؟

بکواس بند کرو روشی۔

باہر پہاڑوں میں:

عمران نے دو دشمن گارڈز کو خاموشی سے بے ہوش کیا۔اس کے لباس میں خفیہ بلیڈز، جیب میں EMP ڈیوائس، اور دل میں روشیکے کی آواز گونج رہی تھی۔

ایلکس! تم نے جسے مارا ہوا سمجھا...... وہ آج زندہ ہے، اور تمہارا آخری دن بھی ساتھ لایا ہے۔

عمارت میں داخل ہو کر عمران نے دھماکہ خیز آلہ مرکزی سرور پر نصب کیا، اور پھر سائے کی طرح راہداریوں میں چلنے لگا۔

کمرہ جہاں روشیکے بندھی ہوئی تھی:

دروازہ دھڑام سے کھلا۔

وقت ختم! ایلکس بولا اور پستول تان لیا۔

مگر اگلے ہی لمحے ایک خنجر اس کے ہاتھ سے ٹکرایا پستول دور جا گرا۔

عمران دروازے میں کھڑا تھا، چہرے پر وہی پرانا طنزیہ تبسم، مگر آنکھوں میں آگ۔

ہیلو، ایلکس۔پرانے دوستوں کو الوداع کہنے کا وقت آ گیا ہے۔

دونوں کے درمیان زبردست ہاتھا پائی شروع ہوئی۔دیواروں سے ٹکراو، میز الٹ گئی، شیشے چکنا چور۔

ایلکس نے چاقو نکالا، عمران نے میز کی لکڑی توڑ کر دفاع کیا۔

تم نے مجھے مرنے کے لیے چھوڑا تھا، عمران!

نہیں، ایلکس۔تم نے خود کو کھو دیا تھا۔میں نے صرف وہی واپس لوٹایا!

آخرکار، ایک زوردار گھونسے سے ایلکس نیچے گرا۔عمران نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر بم کا ریموٹ نکالا

اب تمہارا کھیل ختم، ایلکس۔

روشیکے کی رسیاں کاٹ کر وہ اسے بازو سے تھام کر باہر نکلا۔

چند منٹ بعد:

عمارت دھماکے سے لرز اٹھی۔ آسمان میں شعلے بلند ہوئے، اور عمران و روشیکے دور کھڑی ایک جیپ میں بیٹھے تھے۔

روشیکے نے سر جھکا کر عمران کی طرف دیکھا۔

میں جانتی تھی، تم آؤ گے۔

عمران نے مسکرا کر کہا:

جب بات تمہاری ہو، روشیکے ......تو میں خود کو بھی بھول سکتا ہوں۔

آخر تم میرے کام بھی تو آتی ہو بغیر کسی معاوضے کی۔

شٹ آپ عمران۔

آگے؟

چپ کرو الیکس آگے پیچھے چھوڑ و ورنہ یہی ٹپکا دونگا عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

نوارا کا صدارتی محل اب بھی گھیرے میں تھا۔ بغاوت کے پرچم لہرا رہے تھے، مگر ایک نئی فضا جنم لے چکی تھی۔

دوسری جانب فیاض اور اس کی ٹیم نے انٹیلیجنس کے ذریعے جنرل زالیف کی خفیہ پوزیشن کو ٹریس کر لیا تھا۔

جبکہ عمران اور روشیکے، دشمن کے اڈے کو تباہ کرنے کے بعد واپس پہنچ چکے تھے۔

سر سلطان کا حکم واضح تھا:

آج پاکشیا میں جمہوریت کے دشمنوں کا خاتمہ ضروری ہے ہر صورت!

رات کے سناٹے میں ایک زوردار دھماکے کے ساتھ صدارتی محل کے عقب میں دروازہ اڑا دیا گیا۔

عمران، فیاض، روشیکے، اور اسپیشل فورسز نے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر اندر گھسائی کی۔

ہر راہداری میں دشمن مگر ہر موڑ پر عمران سب کا سامنا جوانمردی سے کر رہا تھا۔

فیاض نے گارڈز کی لائن توڑی، روشیکے نے ہیکنگ کے ذریعے سیکیورٹی کو جام کر دیا، اور عمران......عمران آخر کار زالیف کے سامنے کھڑا تھا۔

بالآخر ہم مل گئے زالی۔۔

زالی نہیں میرا نام زالیف ہے وہ غصے سے دھاڑا۔

اچھا اچھا جو بھی نام ہے ضیائی تالیف، ظالیف، وغیرہ وغیرہ

بہت بدتمیز ہو تم جوان۔

جوان نہیں میں ہوں پرنس آف ڈھمپ۔

تم نے ملک بیچا، زالیف۔

میں نے ملک بچایا! زالیف چیخا۔

نہیں......تم نے صرف اپنی طاقت کو چُنا، قوم کو نہیں! عمران کا مکا زالیف کے چہرے پر پڑا۔

چند لمحوں میں زالیف ہتھیار ڈال چکا تھا۔ صدر مملکت آزاد ہو چکے تھے۔

بہت شکریہ عمران بیٹے اگر تم نہ ہوتے تو یہ کم بخت ملک کا ستیاناس کر چکا ہوتا۔

اگلی صبح نوارا کی فضائیں صاف، پرچم دوبارہ بلند

عوام سڑکوں پر تھے۔ عمران کی ٹیم چپ چاپ واپس جا رہی تھی۔

مبارک ہو! روشیکے نے کہا۔
عمران نے آسمان کی طرف دیکھا بادل چھٹ چکے تھے۔

چلو خزاں سے پوچھے
بارش کی آواز اجنبی نہیں تھی
آواز ہی نہیں
اس کے سائے بھی
دور دور تک نہیں تھے
طائر موسم، بہار کا غسل
اور درخت کپڑے بدلنا چاہے گا
مگر سب نے یک زبان ہو کر کہا تھا
آواز نہیں آئی
آواز نہیں آئی
بارش بے زبان تو نہیں ہو گئی
یا مقراض خزاں نے طیش میں آ کر
اسکی زبان ہی نہ کتر ڈالی ہو
چلو خزاں سے پوچھے
ابر رواں سے پوچھے

فلا حال تو تم نے زالیف کی زبان کتر ڈالی فیاض مسکراتے ہوئے بولا۔
ویسے یہ کس شاعر کی نظم ہے عمران۔
ساحل احمد کی پسند آئی۔
ہاں تھوڑی بہت مگر موقع نہیں تھا۔
روشی مسکرائی۔۔۔
جیت ہمیشہ خاموش ہوتی ہے، روشیکے۔
مگر اس کی گونج دلوں میں رہتی ہے۔
فیاض نے ہنستے ہوئے کہا:
اگلا مشن شاید سکون کا ہو؟
عمران نے قہقہہ لگایا:
سکون؟ میں اور سکون؟ ہاہ......
تم مجھے نہیں جانتے، فیاض!

اور گاڑی اسلام آباد کی جانب روانہ ہوگئی......

ختم شد